در مطبع سبحانی واقع حیدرآباد دکن طبع شد سنہ ۱۳۲۹ھ

طبع اول ۱۰۰۰ جلد

قیمت ۱/

علوم عربیہ کی ضرورت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ وکفیٰ باللہ شہیداً

دیباچہ

(امّا بعد) اسلام کا [illegible] تابان جس وقت فاران کی چوٹیون سے طلوع کرنے والا اور خداشناسی کا وہ منور حسین زمانہ مین بدر کمال بنکر چمکنے والا تھا۔ اور حضرت ختم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبوت و رسالت کا بیش بہا خلعت تفویض ہونا تجویز پا چکا تھا اسوقت عالم کون وفساد جمیع مفاسد کا جلوہ گاہ بنا ہوا تھا۔ دنیا عجیب روحانی سکتہ کے عالم مین مبتلا تھی۔ توحید ذات وصفات باری (عز اسمہ) اور خالص خداپرستی کو تقریباً تمام لوگ بھولے ہوے تھے۔ دنیا کے تمام حصون مین فاسد عقیدے۔ غلط رائین اور باطل پرستیون کی اشاعت ہو چکی تھی۔ کوئی خدائے واحد کی جگہ دو مقابل وجود نور ظلمت یا یزدان اہرمن

کو قایم کر کے نیکی و بدی کے اختیارات کو اون مین تقسیم کر دیا۔ کوئی چاند۔ سورج کی
پرستش کا شیفتہ کوئی نور و ضیا پر فریفتہ ہو رہا تھا۔ کوئی آتش پرستی کا دلدادہ اور مثل
پروانہ اوس پر اپنی انمول عزیز جان کا فدا کرنا کوئی بات ہی نہ خیال کرتا تھا۔ کوئی دریا۔
جہیلون اور بحرون کی عقیدت مین ڈوبا ہوا تھا۔ اور یقین کرتا تھا کہ میری کشتی کا
پار لگانا انہین کے ہاتھ ہے۔ کسی کی عقل پر ایسے پتھر پڑے تھے کہ انگھڑ
اور گھڑی ہوئی پتھرون کو معبود سمجھتا اور حصول تمناے دلی کے خیال مین اون کے
آگے سر پتھرون سے دے مارتا تھا۔ کوئی نیچر (طبیعت) ہی کو خالق اشیا
سمجھتا اور خالق نیچر سے بالکل بے خبر اور منکر ہو رہا تھا۔ کوئی مادہ کو ازلی۔ ابدی
اور کائنات کی علت موجبہ جانتا اور خالق کائنات کے بذاتہ منشاے ذوات
ہونے کو کسی صورت سے نہین مانتا تھا۔ بعض قومین جو خدا پرستی کا دم بھرتی
اور اپنے کو خالص خدا کا بندہ بتاتی تھین اون کی حالت سب سے زیادہ خراب تھی۔
اسی طرح وہ نہایت ناشایستہ فسق و فجور۔ اخلاقی و تمدنی خرابی تھی جس کے لئے
عرب مشہور تھا سچ ہے ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ اہل عرب
ایک لٹیرے۔ چور۔ قزاق۔ خانہ بدوش اور ایسی قوم تھی کہ جس مین ذرا ذرا سی
باتون پر ہمیشہ خونریزیان ہوا کرتی تھین مثال کے طور پر صرف حرب بسوس
(ب) کے واقعات و حوادث کو ملاحظہ فرمایئے جو چالیس برس تک نہایت
شد و مد سے قایم رہی جس مین ابتدا سے آخر تک ستر ہزار آدمی ہلاک
ہوے تھے اوس کی بنیاد صرف یہی بتائی جاتی ہے کہ بسوس نامی ایک
عورت تھی کہ مہمان کی اونٹنی کسی شخص کے چراگاہ مین جو بنی بکر مین سے
تھا چلی گئی اوس نے اوس ناقہ کے تھن کاٹ ڈالے۔ اوس عورت نے
اپنے بھانجے کے پاس جو بنی تغلب مین سے تھا اس بے عزتی۔ ظلم

اور ذلت کی فریاد کی۔ رئیس نے پاؤں اٹھا دیا ... جساس نے اسکو مار ڈالا۔ مقتول کے
بھائیوں نے خونبہا کی تیاری کی ... بنی بکر اور بنی تغلب
مین جنگ شروع ہوا پھر رفتہ رفتہ تمام قبائل عرب مین پھیل گیا۔
اسی طرح ایک اور لڑائی جو حرب داحس کے نام سے مشہور ہے اور جو
تریسٹھ ۶۳ برس تک ہوتی رہی اسکا سبب بھی صرف یہی تھا کہ داحس
نامی ایک گھوڑا گھوڑ دوڑ مین سب سے آگے بڑھا جاتا تھا ایک شخص نے
آگے بڑھکر اوسے بدکا دیا اس بات پر دونوں طرف کے قبیلوں سے ... ہزارہا آدمی
پامال ہوگئے۔
کینہ و قساوت قلبی کا یہہ حال تھا کہ عورتین اپنی زخمی اور مقتول دشمنوں کا
کلیجہ نکالکر دانتون سے چباتین۔ ناک۔ کان۔ اور ہاتھ کاٹ کاٹ کر گلے مین پہنتین ہار
اور پہونچیون کی طرح پہنتی تہین۔ چوری اور قزاقی مین یہانتک ناموری حاصل کی تھی
کہ غیر قومون نے سارسین (محرف سارقین) کا خطاب دے رکھا تھا۔ غرض
ملک عرب خونخرابے۔ قتل اولاد۔ چوری۔ لوٹ۔ کینہ۔ قساوت۔ حرامکاری
بے شرمی۔ شراب خواری۔ قمار بازی۔ جہالت وضلالت وغیرہ باجمیع افعال
ذمیمہ اور اخلاق ناشایستہ کا مرکز بنگیا تھا۔ یہہ وہ اسباب تھے کہ جنکا بالطبع یہہ
اقتضا تھا کہ پردۂ غیب سے ایک ہاتھ یا نئی قوت و قدرت کے ساتھہ پیدا ہو
اور ان بدنیالیون اور گمراہیوں پر جنہوں نے ایمان و اخلاق کی گردنوں پر چھری
پھیر رکھی تھی جھاڑو پھیر دے۔ پس ایسے اسباب کی موجودگی پر کیونکر ممکن تھا
کہ خدا کی رحمت کو جنبش و حرکت ہوتی اور وہ اپنے درماندہ اور ناچار بندون کو
جہالت وضلالت کے تیرہ و تار بیابان مین آوارہ و سرگردان رہنے دیتا اور ہلاکت
سے نہ بچاتا۔ پس جسطرح ظلمت بالطبع نور کو اپنے طرف کھینچ لیتی ہے اسی طرح

انسان کی اس درماندہ اور قابل رحم حالت نے خدا کی رحمت کو اپنی جانب کھینچ لیا۔ اور زمانہ کی رفتار کے مطابق وہ عظیم القدر رات آن پہونچی جسکی صبح کو مخلوق پرستی کی تاریکی کا خاتمہ اور اوس آفتاب جہان تاب کا طلوع مقدر تھا جس کا نام توحید ہے۔ خدا کے فرشتے (جبرئیل علیہ السلام) نے اوس کے پاک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جو رات کے سناٹے اور صبح کی خوش آیند خاموشی مین یکہ و تنہا۔ کوہ حرا کی چوٹیون پر اوس بیچون و بیچگون کی ذات کے تصور مین آنکھین بند کئے لیٹے ہوے تھے نہایت محبت امیز خطاب کے ساتھ پکارا۔ یاایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر و ثیابک فطھر والرجز فاھجر ولا تمنن تستکثر ولربک فاصبر۔ یعنے اے کپڑے مین لپٹ کے پڑنے والے اٹھو۔ اور اپنی گمراہ قوم کو مخلوق پرستی اور بداعمالی کے نتائج سے جو اس دنیا سے گذرنے کے بعد پیش آنے والے ہین ڈراؤ۔ بت پرستون کے مقابلے مین جو اپنے ناچیز بتون کی بڑائی اور تعریف کرتے ہین اپنے خدائے قادر مطلق کی عظمت و بزرگی ظاہر کرو۔ پاکی اور پاکدامنی کو لازم سمجھو۔ شرک و بت پرستی کی نجاست و ناپاکی سے اپنے کو بچاؤ اور اس سب سے بڑی نیکوئی (یعنے گمراہی و ضلالت سے چھڑانے۔ نجات ابدی۔ حیات سرمدی کی سیدھی راہ دکھانے) کا احسان لوگون پر مت رکھو تاکہ ہمارا لطف و احسان تم پر اور زیادہ ہو۔ اور اس مشکل کام مین جو تکلیفین اور اذیتین تمکو پہونچین خالص اپنے خدا کے لئے برداشت کرو)

پس اس ندائے غیبی و صدائے قلبی کے سنتی ہی وہ ذات مقدس جنکی مبارک شان مین۔ لولاک لما خلقت الافلاک وارد ہے۔ اور وہ مصلح بنی آدم جنکے وجود باجود سے تمام عالم کی ہدایت وابستہ تھی پہاڑ سے اتر کر اپنی خفتہ

بعثت قوم کی پاس تشریف فرما ہوکر جہالت وضلالت کی گہری نیند سے جگانا
شروع کیا بمقتضاے فطرت انسانی سکے مطابق کچہہ تو اشارہ پاتے ہی فوراً
جاگ اوٹھے اور کچہ ذرا دیر سکے بعد چونکے اور کچہ جھنجوڑنے اور ہلانیکے
بعد بیدار ہوے اور کچہہ خواب غفلت مین ایسے ڈوبے کہ اپنے آرام مین
خلل انداز سمجھکر اون سکے دشمن جانی بن گئے اور بیہودہ بک بک ـ جھک
جھک سے اوس نور خدا کو خاموش کرنا چاہا مگر اوس مجسم رحمت سکے صبر و
استقلال اور حلم وشفقت کا کیا کہنا کہ اون بے انتہا تکلیفون ـ اذیتون کی ـ
(جو خود اونہین لوگون سکے ہاتھون سے پہونچتی تہین جنکی دائمی بھلائی اوسکو
منظور تھی) کبہی کچہ شکایت نکی بلکہ ستم سکے بدلے کرم جفا سکے بدلے (اللھم
اھد قومی) جیسے شفقت آمیز الفاظ مین دعا کی ـ اور خدا پر توکل کرکے شب و روز
اون کی نصیحت وہدایت مین مصروف رہا ـ یہانتک کہ اوس کی زبان پاک سکے
آلہی تاثیرون ـ ربانی برکتون نے یہہ حیرت انگیز نتیجہ پیدا کیا کہ صرف تئیس سال کے
محدود اور قلیل عرصہ مین باوجود ہزارہا موانع نکہو کا عوارض اور صدہا مصائب کے
وہی عرب جو باطل پرستی بدکاری ـ بد اخلاقی اور طرح طرح کی ہنگامہ پ[illegible] تباہی کی
مین صدیون سے ادہر اودہر پڑا ہوا رہا تہا بفحواے ”وقل جاء الحق وزھق
الباطل ان الباطل کان زھوقا“ خالص ایمان باللہ اور مکارم اخلاق کی
چہکاچوند روشنی سے منور ہوگیا دین کی تکمیل مین کوئی دقیقہ باقی نرہا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی خدمت رسالت وبنوت کو کماحقہ پوری پوری
طرح سے ادا کردیا ـ فی الواقع آپ نے جس کامل واکمل طور پر جناب احدیت
سکے صفات جلال وجمال کو بیان فرمایا ہے وہ ہمارے احاطۂ ادراک
وقواے عقلی سے باہر ہے بے شک اوسکا ادراک وانکشاف عقل

انسانی پر بغیر وحی الہی کے ناممکن تہا ہم کو خوب معلوم ہے کہ کسی بڑے سے بڑے حکیم کی حکمت ناضل سے فاضل فلاسفر کی فلسفہ یا نبی و رسول اسکا ادراک و انکشافات ایسی صحیح اور کامل طور پر نہیں کر سکتے۔ بیشک یہہ حضرت ختمیت مآب (جان و دلم فدائے نامش باد) ہی کا حصہ تہا اور اونہیں کی ذات مبارکت پر ختم ہوگیا اور یہی معنی آنحضرت کے خاتم الانبیاء اور افضل الرسل ہونیکے ہین اور نعمائے روحانی جو خداوند تعالی نے وقتاً فوقتاً موافق عقل و تمیز حالت انسانیت بنی آدم انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کے ذریعہ سے اون کو مرحمت فرمائین اسلام اون مین آخرترین اور افضل ترین نعمت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے انسان کو عطا ہوی اور خدائے عز اسمہ کا انبیا علیہم السلام کے بہیجنے سے جو مقصود تہا وہ پورا ہوگیا۔ کما قال اللہ تعالی "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" (یعنے آج کے دن مین نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تمکو اپنی نعمت پوری دے چکا اور مین تمہارے لئے دین اسلام ہی کو پسند کرتا ہون) چونکہ نبوت و رسالت کی راہ آئندہ کیلئے بالکل مسدود کردی گئی تہی کما قال اللہ تعالے "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین" تو آپ نے اس برحق سچے اور خدائی دین کے حفاظت و اشاعت کی باگ علمائے دین متین اور فضلائے شرع مبین (شکر اللہ سعیہم) کے مبارک ہاتہون مین سونپ دی جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العلماء مصابیح الارض وخلفاء الانبیاء وورثتی وورثة الانبیاء" (یعنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علما زمین کے چراغ انبیاء کے خلیفہ میرے اور انبیاء کے وارث ہین)

کیونکہ انبیا، مال و زر نہیں چھوڑ گئے جو کوئی اوس کا وارث ہوتا جیسا کہ حضرت ابو الدردا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درہما وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر" پھر علوم دینیہ کی طرف قوم کو راغب کرنے کی غرض سے خداوند تعالی سے وہ وہ وعدے لئے جس سے سلیم طبیعتوں کی کاہلی اور ملال رفع ہو کر مدارج عالیہ کے تحصیل کی رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ ہر دین چند مخصوص مسائل۔ احکام اور عقائد کا نام ہے اگر دین کے وہ خصوصیات و عقائد جو اوس کے امتیاز کے باعث ہین کسی شخص مین نہ پائے جائین تو وہ شخص اوس کے افراد سے محسوب نہوگا۔ اسی طرح اس ملت بیضاء محمدیہ اور شریعت غراء نبویہ (یعنے دین اسلام) کے بہی خاص خاص خصوصیات و عقائد ہین جنکی حفاظت و اشاعت محض علماہی کے نفوس قدسیہ سے وابستہ ہے خدانخواستہ دنیا سے علماے دین کا وجود مفقود ہو جائے تو پہر دین اسلام کا نام بہی عنقا صفت ہو جائے گا اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "موت العالم ثلمۃ فی الاسلام" یعنے عالم کی موت اسلام مین رخنہ ہے ظاہر ہے کہ جبتک اوس عالم کا کوئی جانشین نہو اس رخنہ کا انسداد محال ہے تقریر بالا سے ثابت ہے کہ دین کی حفاظت و اشاعت علوم دینیہ کی ترویج و حمایت پر موقوف ہے اور دینی علوم کی ترقی کا بڑا وسیلہ شرعی اصول کا ابقاء اور علوم دینیہ کی تعلیم ہے چونکہ ہمارے تمام اصول شرعیہ اور علوم دینیہ مقدس عربی زبان مین نازل ہوے ہین جسکا لازمی نتیجہ یہہ نکلا کہ ہر مسلمان جس مین کچہہ بہی حمیت اسلام ہو اوس پر واجب ہے کہ علوم عربیہ کی حفاظت و اشاعت کی طرف توجہ کرے۔ چنانچہ احکم الحاکمین رب العزت عز شانہ

کا ارشاد ہے "فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فی الدين و لينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون"

زمانۂ سابق اور حال کو صرف سرسری نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ اوس زمانہ مین جبکہ اسلام کا آفتاب عروج و کمال کے نصف النہار پر تابان تھا ایک عالم کے جانشین اوس کے صدہا شاگرد ہوا کرتے تھے زمانۂ موجودہ مین لاکھون ہزارون نہین تو صدہا علما کے ایک دو سے زیادہ جانشین نہین ہوتے آج کل مسلمانون کی علمی دنیا مین جو افسردگی چھائی ہوی ہے اوس پر لحاظ کرکے بہ مشکل یہہ امر باور آسکتا ہے کہ کبھی ہم مین بھی ایسے لوگ تھے جو علوم دینیہ کی دہن مین بر اعظم۔ دریا اور سمندر کا طے کرنا ایک بات سمجھتے تھے جو ایک کتاب کی خاطر صدہا میل پا پیادہ جاتے۔ اگر اون کے دلون مین وہ جوش مذہب۔ دماغون مین وہ دینی ولولہ نہوتا تو ہم تک اس مقدس دین کے اصول و علوم کا پہونچنا محض ایک خیالی بات اور امر محال تصور کیا جاتا محدثین کے حالات پڑہنے سے رحلت خود ایک مقدس لفظ معلوم دیتا اور طلب علم کے ذوق مین سفر کرنا علمائے سلف کا لازمہ و خاصہ نظر آتا ہے ایک حدیث کی خاطر کوسون اور منزلون کا سفر اختیار کرنا بھی ان کے یہان کوئی بات ہی نہ تھی انہون نے اپنی برگزیدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد (اطلبوا العلم ولو بالصين یعنے علم کی جستجو کئے جاؤ اگرچہ وہ چین مین ہو) کی کامل طور پر تعمیل کی یہہ حضرات رات و دن صرف اس خیال مین مصروف تھے اور جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فوعاها وحفظها ثم اداها الی من لم یسمعها فرب حامل فقه غیر فقیه ورب حامل فقه الی من هو افقه منه" یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند تعالے

اوس بندے کو جسنے مجھ سے میرے اقوال سنے اور یاد رکھکر اون
لوگون کو پہونچایا جنہون نے سنا نہین کیونکہ بہت سے روایت کرنے والے
سمجھدار نہین ہوتے اور بعض سمجھدار تو ہوتے ہین مگر جنکو وہ پہونچاتے ہین
اون مین ایسے بھی لوگ ہونگے جو اون سے زیادہ سمجھدار اور افقہ ہون۔ انتہی
اونمین ہمیشہ اس فرض منصبی سے سبکدوش ہونے کی فکر دنیاوی اور تمام ضرورتون
سے زیادہ ترجیح کی ہوئی تھی ہر چند اس تیرہ سو سے کچھ زیادہ عرصہ مین ہر ملک و
قوم کے حالات مین بڑے بڑے انقلاب واقع ہوئے ملاحدہ اور زنادقہ نے
بہت کچھ کوششین کین کہ کسی طرح دین مین خلل واقع ہو اور یہہ دین محفوظ نہ رہے
گو زمانہ کی کایا پلٹ نے مسلمانون کے احوال مین بھی تغیر پیدا کیا مگر بفضلہ تعالے
علماء کی بے انتہا جان توڑ کوششون نے ان کے زہریلے خیالات کے آثار کو
ہباءً منثورا بنادیا۔ اون کے گرد و غبار تک کو بھی اسلام کے روے درخشان پر آنے نہ
دیا۔ انمین جو لوگ اپنی تصدیق کے پکے تھے باوجود ہزارہا دھمکیون اور توہین و تذلیل
کے ان حضرات نے اپنے استقلال کو نہ چھوڑا اور جسطرح امم سابقہ کے علماء
زمانہ کا ساتھہ دیکر دین مین تحریفین کرتے تھے جسکی خبر خداوند تعالی نے اپنے
پاک قرآن مجید مین دی ہے فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم
ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا۔ برخلاف اسکے
ان حضرات نے اوسکا خیال تک آنے نہ دیا اور جس طرح اس زمانہ کے بعض
اہل علم طمع دنیوی یا توہین و تذلیل کے خیال سے معنوی تحریفین کر کے قوم مین
نیکنامی حاصل کرنا چاہتے ہین پہلے بزرگون نے اس کے برخلاف قصداً اسیوجہ سے
فقر و فاقہ اختیار کیا کہ تمتع دنیوی یا خیال توہین کسی ناشایستہ حرکت کا باعث نہو جاے
ہزارون مصائب سہکر بھی اپنا دل [illegible] ہے۔ آج بھی یہہ بزرگان دینیا

حصول علوم دینیہ مین ساعی رہے چنانچہ حضرت امام مالک سعید ابن المسیب تابعی سے روایت فرماتے ہین کہ مین ایک حدیث کی خاطر راتون دنون پیادہ چلا ہون۔ امام دارمی رہ نے طلب حدیث مین حرمین شریفین۔ خراسان عراق شام۔ اور مصر کا سفر اختیار کیا۔ امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات مین ذکر کرتے ہین کہ آپ سالہا سال تک غریب الوطن رہے ... سخت علیل ہوے طبیب بلایا گیا اور آپ ... معائنہ ... پیشاب ... ہوے ... دکھایا گیا تو طبیب نے کہا کہ مرض تو ... کچھ معلوم نہین دیتا مگر ... سالن ... استعمال نکرنیکی وجہ سے طبیعت اوس کو قبول نہین کرتی اسوجہ سے یہ بیماری لاحق ہوئی ہے آپ نے اوس کی تصدیق کی اور فرمایا کہ فی الحقیقت چالیس سال سے مین نے کبھی سالن نہین کھایا طبیب نے سالن کھانیکی ... بتلائی آپ نے قبول نہ کیا اور انکار کرتے رہے اس لئے کہ آپ کو نفس پروری منظور نہ تھی جس سے کاہلی اور بلادت پیدا ہوتی ہے آخر طبیب اور مشائخ علم کے اصرار پر بمجبوری ... روٹی کھانے پر راضی ہوے۔

ایسے اور صدہا واقعات ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان حضرات کرام نے اپنے رسول کی اطاعت اور رضائے خداوندی کے شوق مین لذائذ دنیوی اور خواہشات نفسانی کی ذرہ برابر پروا نہ کی۔ چونکہ زمانہ کی روش کسی خاص اصول کی پابند نہین جن اسلامی علوم کے مبارک مبادی کو ہمارے معزز اسلاف نے اپنی جانفشانیون سے ترقی و عروج کے درجہ پر پہونچایا تھا وہ اون کی ترقی و عروج کے مبارک زمانہ تک نہایت تاباں فروزان رہے اور عزت کی نگاہون سے دیکھے گئے اب بقول کسی ؎

خنده ... سپیده ... نماند	سماع بلبل شوریده رفت و حال نماند
...	بروکه آنچه تو دیدی بجز خیال نماند

وہ علوم جو کل اہل اسلام کے مایہ فخر وناز رہا اب نہایت حقارت سے نگاہون سے
دیکھے جاتے ہین اور ایسی کس مپرسی کی حالت مین ہین کہ قریب ہے ان کا نام و نشان
لم یکن ہوگئے ہین کہین کہین تو نہ ... حالانکہ مسلمانون کو ہر زمانہ مین ان علوم اور علماء
کی سخت ضرورت ہے جیسا کہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان مثل العلماء کمثل النجوم فی السماء
یہتدی بہا فی ظلمات البر والبحر فاذا انطمست النجوم اوشک ان تضل
الہداۃ" یعنے علماء کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان پر ستارے اگر ستارے
نہون تو جو لوگ راہ پر ہین وہ بھی گمراہ ہوجاوینگے انتہی۔ اس کی ظاہر ... کہ
علماء ہی کے انفاس قدسیہ کی برکت ہے کہ ہر وقت جو شبہات اور وساوس شیاطین
الجن والانس مسلمانون کے دلون مین ڈالتے رہتے ہین وہ دفع ہوجاتے ہین۔ اگر
ان حضرات کا وجود بافیض نصیب نہو تو اس تاریکی کے زمانہ مین بہت سارے گمراہ
ہوجائین چونکہ دین کی حفاظت کا مدار انہی حضرات سے متعلق ہے اسلئے ان کے
کارگذاری کی حق تعالی کے نزدیک یہ قدر ہے کہ اون کے کتاب کی سیاہی
شہدا کے خون کے ساتھہ تلے گی جیسے حدیث شریف مین وارد ہے وہ
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوزن یوم القیامۃ مداد العلماء ودم الشہداء
یعنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ علماء نے جس سیاہی سے لکھا
ہے وہ اور شہیدون کا خون قیامت کے روز تولا جائیگا اوسوقت ان کی سیاہی
کا وزن ہی غالب ہوگا انتہے۔ کیون نہو مجاہدون نے جو ملک اپنی جانبازی اور
زور بازو سے خون بہا بہا کر فتح کیا تھا اونکی بدولت وہان اسلام پہونچا مگر اوس کا وہان
ہمیشہ کیلئے باقی رہنا علماء ہی کی کوششون۔ جانفشانیون اور زور قلم سے وابستہ ہے
یہی وجہ ہے کہ طالب علوم دینیہ مجاہد فی سبیل اللہ سے بھی افضل ہے وہ کما

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم طالب العلم افضل من المجاہد فی سبیل اللہ ...
ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... افضل
عند اللہ من الصلوٰۃ والصیام والحج والجہاد فی سبیل اللہ ...
کے نزدیک علم نماز روزہ حج اور جہاد فی سبیل اللہ سے ...
وجہ دوسری حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے ...
العلم حیوٰۃ الاسلام و عماد الایمان ...
انتہیٰ ظاہر ہے کہ جس چیز سے اسلام کی حیات اور بقا متعلق ہے وہ اور
عبادت کیونکر افضل ہو سکتی ہے کیونکہ کل عبادتون کا مدار اسلام پر ہے اور اسلام
کا مدار علم پر ان تمام احادیث شریفہ سے ظاہر ہے کہ خداوند عزاسمہ و نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے نزدیک علوم دینیہ اور اون کے طلب کرنیوالے اور علمائے
کرام کا کیسا درجہ اور کسقدر وقعت و عظمت ہے اس کے برخلاف آج کل جدہر
دیکھو ہر طرف سے علما پر ناحق اعتراضون کی بوچھار ہے جس کے جی میں جو
آتا ہے کہدیتا ہے کوئی کہتا ہے کہ قوم کو انہی لوگون نے تباہ کیا اسلئے کہ
اون کے فوائد کے مسائل (مثلاً سود خواری کی حلت۔ عورتون کو اجنبی مردون کے
ساتھ میل جول کی اجازت وغیرہ امور) اون کو یہ لوگ نہین تبلاتے حالانکہ
دنیوی ترقی و آسایش ان امور سے متعلق ہے کوئی کہتا ہے کہ عربی خصوصاً
دینی علوم پڑہا کر یہ لوگ مسلمانون کو بے وقوف اور مفلس بناتے ہین۔ پھر اونکے
القاب ایسے ایسے تراشے جاتے ہین (مثلاً قل اعوذی۔ کٹ ملا۔ ملانے۔ مسجد کے
بورے۔ بندر۔ سمیٹ سننے والے اولڈ فیشن وغیرہ) جن کے سننے سے
غیرت دار آدمی کبھی مولویت کا نام بھی نلے سکے چنانچہ اسیوجہ سے بعضون کو
داڑہی قطع کرنے تک کی ٹوپی بلکہ کوٹ پتلون پہنے کی سخت ضرورت ہوتی ہے

تاکہ لوگ ملّا تانہ سمجھہ لین ہمارا انکا خداے لایزال عزّ اسمہ ارشاد فرماتا ہے ہل یستوی
الذین یعلمون والذین لایعلمون (الا یستوون) یعنے کیا وہ لوگ
جو عالم ہین اور وہ لوگ جو جاہل ہین برابر ہو سکتے ہین ہرگز نہین جاہلون کے اکثر مولوی
چند فقرون سے ایسے گہبرائے کہ وضع ہی بدل ڈالے ان حضرات کو دیکہئے
جو قوم کے پیشوا ہو گذرے ہین انہون نے کیسی کیسی ذلتین اٹھائین آئے دن
جہیلے۔ ادنی ادنی بات پر قید کیئے گئے اور اون کو سر بازار کوڑے لگائے
جاتے رہے۔ یہانتک کہ قتل کی بہی نوبت پہونچی مگر وہ رہے استقلال کہ ان
تمام مصائب کی کچھ بہی پرواہ نہین مصرع آفرین باد برین ہمت مردانہ تو۔
جنکی ہزارہا نظیرین کتب تواریخ مین موجود ہین۔ باوجود اسکے اون حضرات نے
نہ کبہی وضع بدلی نہ مولویت کو چہپایا بلکہ عام مجمع مین علی الاعلان احادیث نبویہ کو
پکار کر کہدیتے خواہ قوم اوس کو سچ سمجھے یا مفید خیال کرے بیشک
ایسے ہی حضرات کی شان مبارک مین ولا یخافون لومۃ لائم وارد ہے
جنکو جنت اور نعیم ابدی کی خوشخبری دی گئی ہے جسطرح ہو سکتا تہا ہر ان کی اشاعت
کرتے اسکا باعث صرف یہی تہا کہ یہہ حضرات اشاعت دین مین جو مصائب پیش
آتے اون کو سرمایہ عزت اخروی سمجھتے تھے۔ اون کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی ہر امر مین پیش نظر رہتی تھی وہ جانتے تھے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو بڑی بڑی مصیبتین جہیلنی پڑی ہین جنکے خیال سے اون کی وہ مصیبتین راحت سے
مبدل ہو جاتین۔ پس اہل اسلام پر واجب ہے کہ تیرہ سو سال سے کڑورہا مسلمان جسطرح
اپنے دین کی حفاظت کرتے چلے آرہے ہین اوسیطرح یہہ حضرات بہی اوس کے
حفاظت کی طرف اپنی توجہ مبذول فرماوین۔ وما علی الرسول الا البلاغ۔
یہہ امر مسلم الثبوت ہے کہ علم کی فضیلت کا بجز جاہل کے کوئی اور شخص انکار نہین سکتا۔

پس بمصداق ”الانسان عدو ما جهل“ وہی شخص علم کے مدایح و مناقب کا منکر ہوگا جو علم سے محروم ہے۔

ابن المعتز نے فصول الحکم مین لکھا ہے کہ عالم جاہل کو بخوبی پہچانتا ہے کہ وہ کس حیثیت اور رتبہ کا آدمی ہے کیونکہ اس کی عمر کا ایک حصہ جہالت کی تباہیون اور سیاہ کاریون مین گذر چکا ہے اور اس تاریکی کے زمانہ مین وہ ہزارون آفتون کا ہدف رہ چکا ہے اس کے برخلاف جاہل عالم کے مراتب کو ہرگز نہین پاسکتا کیونکہ اسپر کوئی ایسا زمانہ نہین گذرا جس مین وہ علم کے مراتب اور اوس سے فوائد پر غور کرسکتا اور علم کی وقعت اوس کے جان گزین ہوسکتی۔

کتاب ادب الدین والدنیا مین لکھا ہے کہ بزرجمہر سے کسی نے پوچھا علم افضل ہے یا مال؟ انہون نے کہا کہ علم۔ پھر اوس شخص نے اعتراض کیطور پر کہا ہم عالمون کو دیکھتے ہین کہ وہ مالدارون کے دروازون پر سر لگائے پڑے ہین مگر ہم نے کسی غنی کو نہین دیکھا جو کسی عالم کے آگے ہاتھہ دراز کیا ہو؟ اس کے جواب مین انہون نے کہا چونکہ علماء مال کی منفعت سے واقف و عالم ہین۔ اور مالدار لوگ علم کی فضیلت سے ناابلد اس لئے اسطرح وقوع مین آتا ہے۔ غرض جسقدر علم کی ضرورت اور فضیلت ثابت کیجائے۔ تہوڑی اور جسقدر بیان ہوا ہے وہ مشتے نمونہ از خروارے پیش کیا جا

خداوند تعالی نے اسے دین کو ہر مکلف پر فرض کیا جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ ”طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة“ جس سے ظاہر ہے کہ علم ایک دینی حق ہے اس مین دنیا سے کوئی تعلق نہین یہہ بات اور ہے کہ اوس کے ضمن مین دنیا بھی حاصل ہوجائے جیسا کہ تجربہ سے ظاہر ہے مگر یہہ نہین ہوسکتا کہ علم صرف دنیا کی غرض سے حاصل کیا جائے۔ اور اوس پر اون فضائل کی توقع کیجائے جن کا وعدہ دیا گیا ہے آجکل دنیا کچھ ایسی وقعت کی

یہہ بات اور ہے کہ قسمت ومقدر یاری نہین اس مین تو وہ لوگ بھی برابر ہین جنہون نے
عمر بہر دو سے فنون وذرائع دینوی حاصل کئے مگر قوت لایموت سے محتاج ہین
جنکے صد ہا نظائر صفحۂ عالم پر موجود ہین لیکن باین ہمہ عالم اور ون سے بڑہا ہوا ہی
ہوگا دیکہہ لیجیے جب کسی اجنبی ملک سے کوئی عالم آجاتا ہے تو لوگ بحسب مدارج
اس کی تعظیم وتوقیر کرتے ہین نہ اسکو اسبات سے حاصل کرنے مین مال کی
ضرورت ہے نہ شان وشوکت کی غرض عالم خاص فقر وفاقہ ہی مین کیون نہ مبتلا ہو
ضرور کسی ایک قوم کا سردار اور اون مین معزز بنا رہیگا۔ اور اسکو وہ وجاہت حاصل
ہوگی جو دوسرون کو نصیب نہین ہو سکتی ظاہر ہے کہ یہہ وجاہت اگر ترقی دنیا کا
مقصود اصلی نہین تو اس کے رکن اعظم ہونے مین بھی کلام نہین بلکہ اگر غور سے
دیکھا جائے تو ظاہر ہو سکتا ہے کہ مالی ترقی سے بھی صرف وجاہت ہی مقصود
ہوتی ہے پہر جب عالم کو وہ وجاہت حاصل ہو کہ مالدار لوگ بھی اسکی دست بوسی کو
اپنا فخر سمجھین تو اس سے زیادہ دینوی ترقی کیا ہو سکتی ہے پہر جب اسکو باوجود
دینوی وجاہت کے دینی وجاہت بھی حاصل ہو تو دنیا اور دین مین اس سے زیادہ
فائز المرام کون ہو سکتا ہے ابن خلکان وغیرہ نے اپنے تاریخون مین ذکر کیا ہے
کہ ایک مرتبہ [illegible] رشید کا لشکر شہر رقہ مین خیمہ زن تہا اتفاقاً اس موقعہ پر حضرت
عبد اللہ بن [illegible] اور مین ہوا انکے استقبال کیلئے لوگون کا وہ ہجوم تہا
کہ سارے افق [illegible] کشمکش مین آدمیون کی جوتیان پارہ پارہ ہو گئین
حرم سرا کے [illegible] سے خلیفہ کی ایک کنیز نے جو یہہ ہنگامہ دیکہا
تو حیرت زدہ ہو کر پوچہنے لگی کیا ماجرا ہے کسی نے کہدیا خراسان کے عالم
حضرت عبد اللہ بن مبارک [illegible] المومنین فی الحدیث اس شہر مین تشریف فرما ہوئے
ہین انکے لینے کیلئے لوگون کا یہہ ہجوم ہے شوخ مزاج کنیز نے بیساختہ پکار کر

کہدیا۔ واہ حکمت اسکو کہتے ہین۔ ہارون کی کیا حکومت ہے جس کیلئے لوگ اہل کاروان کے زور و دباؤ سے چلے آتے ہین؟ دیکہئے علم کی یہہ عظمت و شان ہے کہ جو وجاہت دین کے ایک عالم کو حاصل تہی وہ خلیفہ وقت کو بہی میسر نہ تہی۔ مقدمہ ابن خلدون مین لکہا ہے کہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ جب دربار علم سے کمال کا خلعت پہنکر اپنے وطن بخارا کو تشریف فرما ہوے تو بخاریون نے نہایت خوشی کے ساتہہ ان کے استقبال کا اہتمام کیا شہر سے تین میل کے فاصلے پر خیمہ استادہ کئے گئے اور تمام اہل بخارا ان کی پیشوائی کے واسطے آئے حتی کہ کوئی قابل الذکر آدمی شہر مین نہ رہا۔ انکو ان کے اہل وطن اس شان سے شہر مین لائے کہ ان کے سر پر سے روپیہ اور اشرفیان نثار کیجاتی تہین۔

ہمارے علوم کا وہ سر امرکز شہر نیشاپور بہی اپنے ہمسر بخارا سے پیچہے نہین رہا امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ نیشاپوریون نے جب امام بخاری کے تشریف لانے کی خبر سنی تو کئی منزل آگے جا کے انکا استقبال کیا اور شہر مین جس شان سے وہ داخل ہوے وہ شوکت مین نے کسی عالم یا حاکم کی آمد مین نہین دیکہی۔ جس سے ظاہر ہے کہ عالم لوگ جسطرح خدا و رسول کے نزدیک معزز اور محترم ہین اسیطرح زمانے کی نظرون مین بہی وقعت و حرمت کی جا پاتے ہین غرض علوم عربیہ ترقی دنیاوی کے لئے بہی بکمال درجہ کے ممد اور معاون ہین۔ اہل کمال کے لئے مالدار ہونا ان کی خوبی مین داخل نہین اور نہ اس کے عدم وجود سے ان کی عظمت کم یا زیادہ ہوسکتی ہے مگر با این ہمہ متمول اور باکمال ہونا یہہ دونون صفتین باہم منافی بہی نہین گو حالات خاص نے اسکا مخالف پہلو زمانہ کے ذہن نشین کردیا ہے اور اس پہلو کے ذہن نشین ہوجانے سے بجائے نفع کے بہت کچہہ نقصان پہونچ چکا ہے مگر ہم کو تجربہ اور تاریخی صفحات دکہلاتے ہین

غیر ملت والے بادشاہ نے آپ کو خلافت کے لائق تصور کیا۔ علماء کے تمول کا
یہ حال تھا کہ امام دعلج بغدادی شیخ کے سرکار سے مکہ معظمہ عراق اور سیستان کے
علماء حدیث کو بیش بہا وظائف مقرر تھے۔ مکہ معظمہ میں ایک مکان جسکا نام دار العباس
تھا اونھون نے تیس ہزار اشرفی کو خریدا تھا۔ جب آپ وفات پائے تو معز الدولہ
نے تین لاکھ اشرفی آپ کے ترکہ میں سے لی۔ امام ابوالہیثم کے نسبت
لکھا ہے کہ آپ بڑے مالدار تھے تین بار دفعہ انہون نے اپنے ہموزن
چاندی خیرات کی تھی۔ حافظ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے تمول کا اندازہ اس سے
ہو سکتا ہے کہ شہر اشبیلیہ (واقع اندلس) کی شہر پناہ انہون نے اپنے
جیب خاص سے تعمیر کرائی تھی۔ حافظ رئیس ابن ابی ذہل کی سالانہ آمدنی اتنی تھی
کہ عشر کی بابت ایک ہزار خروار غلہ کی سال بسال ان کے سرکار میں آتی۔ امام
ابو یوسف رح کا جو اقتدار خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں رہا اوس سے ایک
عالم واقف ہے۔ ایسے صدہا نظائر و امثال موجود ہیں جن سے علماء کے تمول
سلاطین کے پاس رسوخ اور سلطنت کے معزز عہدون پر رسائی کا پتہ چلتا ہے
غرض علماء کی جو عظمت مسلمانون کے دلون میں رہی اوس کے کچھ نہ کچھ آثار اب
بھی پائے جاتے ہیں گو زمانہ کے انقلاب نے جو تہ بہ تہ پردے علمائے
سلف کے حالات پر ڈال رکھا ہے انہون نے اون کی بہت سی اعلی اور مفید
خوبیون کو عالم کی نظرون سے اوجھل کر دی۔ جب اونکی اصلی تصویرین چھپ
گئین تو ذہنون مین اون کے غلط نقشے کھنچے اور جب اون غلط نقشون کی پیروی
کیگئی تو قدم راہ ثواب سے ڈگمگا کر دور جا پڑے اور مقصود اصلی فوت ہو گیا
مگر ہم دیکھتے ہین کہ علماے سلف کو خاص مقبولیت عامہ خلق مین حاصل ہوئی۔
اور عموما اہل ملک نے جس محبت اور ادب کی نظر سے اون کو دیکھا اونکی کیفیت

پڑیگا ایک قسم کا تحیر ہوتا ہے اگر صرف اون کے ہم مسلک اور ہم مشرب حضرات
اون کی توقیر کرتے اور اون پر قربان ہوتے تو ہم یہہ سمجھتے کہ یہہ سارا کرشمہ مذہبی
خیالات کا ہے مگر جب ہم یہہ دیکھتے ہین کہ مخالف فرقہ اور غیر قومین اون کو تعظیم و
وقعت کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور اون کی محبت مین ایسے ہی محو اور سرگرم
رہے جیسے اون کے خود ہم مشرب تو ہمکو باور کرنا پڑتا ہے کہ یہہ مذہبی خیالات
کا اثر نہین ہوسکتا بلکہ اون کی عظمت کیوجہ خداے تعالی کا خاص فضل (صفت علم ہے)
جو خداوند تعالی نے خاص اپنی مہربانی سے اونپر مبذول فرمایا۔
یہہ بات سابق مین معلوم ہوچکی ہے کہ علماء انبیاء کے جانشین اور اون کے
میراث یافتہ جو کہلاتے ہین لیکن اوسکی وجہ صرف یہی ہے کہ جسطرح انبیاء و مرسلین اعلاء
کلمۃ اللہ اور حفاظت و اشاعت اسلام کیلئے مبعوث ہوے تھے اسیطرح
یہہ حضرات بھی انہین کی اتباع و پیروی پر مامور ہین جب یہہ ضرورت ہر زمانہ مین رہی ہے
تو اس زمانہ مین اوس کی کسقدر ضرورت و حاجت ہونی چاہئے کیونکہ اس پر آشوب
دوران مین علوم جدیدہ کی آندہی پرانے نورانی دینی خیالات کو تباہ و برہم کرنیوالی
ہر طرف سے بلائے بے درمان کی طرح اوٹھ رہی ہے اسپر آریہ اور ملاحدہ کے
اعتراضون کی بوچھار الگ بلائے ناگہانی بنکر پیچھے لگی ہے جنکے جواب سوائے
چند علماء کے ہر عالم بھی نہین دیسکتا۔ اور معترضین کی جماعتین اپنی قومی سرمایہ سے
ترقی کرتی جاتی اور ہمارے دینی بھائیون اور ہم مذہب افراد کو ہم سے چھین کر
اپنے قبضہ مین لے رہی ہین علاوہ ازین ہمارے نامی گرامی علماء جو اس عالم فانی
سے دار البقاء کو سدہارتے ہین تو یہان اون کی جگہ نہ کوئی اون کا قائم مقام اور
جانشین ہوتا ہے اور نہ قوم کی طرف سے کچہ اسکی فکر کیجاتی ہے۔ نیز یہہ بات
بھی ظاہر و باہر ہے کہ قرآن شریف اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس

علم کے سیکھنے اور سکھانے کے متعلق فضائل واحکام وارد ہیں وہ صرف علم دین کے
ہے۔ انہیں وجوہات کو پیش نظر رکھکر خیر خواہان دین و بہی خواہان اسلام نے اس دینی
مدرسہ (مدرسۂ نظامیہ) کا ۱۲۹۳ ہجری میں افتتاح کیا جسکے اعلی مقاصد
مسلمانون کو اون کے آبائی اور برحق دین سے واقفیت دلانا اور ایسے افراد کا
پیدا کرنا جو آیندہ چلکر قوم کی رہنمائی اور ہدایت اور مخالفین کے اعتراضات کی تردید و
بیخ کنی کرنے کیلئے مستعد ہون اور مناظرین کا بمصداق وجادل بالتی ھی
احسن کے نہایت راستی کے ساتھہ مقابلہ کرنا۔ اور حتی الامکان احقاق حق اور
ابطال باطل مین کوشان رہنا ہے اسیوجہ سے اس مدرسہ کا نصاب تعلیم
(سلسلۂ نظامیہ) ہے جسکو مستند علمائے متقدمین نے نہایت
غور و فکر اور بعد تجربہ کے بعد مرتب کیا تہا جو صدیون تک ہندوستان تو کیا بلکہ دوسرے
اقالیم کے مدارس اسلامیہ مین بھی رائج رہا جس سے ہزارون افراد مستفید ہوکر
جلیل القدر عالم و فاضل اور مستند مقتدائے قوم ہونے کا افتخار حاصل کرتے رہے
انہی مقدس حضرات کی اندرونی روحانیت اور دلی توجہ کا مبارک نتیجہ یہہ نکلا کہ یہہ مدرسہ
(جس مین اب دینی علوم کی اعلی تعلیم اور اسلامی اصول و فروع کی بیسے زائد تدریس
ہورہی ہے) رفتہ رفتہ اپنی آرزؤن مین کامیاب ہوتا گیا جسکی کارگذاری
اور جانفشانی کے نتائج قوم کے روبرو جلسون کی صورت میں پیش ہوتے
رہے چنانچہ آج قوم کے سامنے اوس کی کارگذاری کا ایک خاص نتیجہ پیش کیا
جارہا ہے جن حضرات کو دینی بشارتون کے سماعت سے فرحت اور اسلامی
مژدے سننے سے مسرت ہوتی ہو تو اون کو چاہئے کہ اس دینی مدرسہ کی ترقی
ملاحظہ فرمانے کیلئے مدرسہ کی سالانہ رپورٹ طلب فرماکر اوس کی سرسبزی چمن کی
خبرون سے دلکو مسرور اور آنکھون کو ٹھنڈک بخشین۔ اب یہہ خادم العلماء

اسپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہونے کے بعد اپنے بیان کو اس دعا پر
ختم کرتا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ ہمارے ظل اللہ قدر قدرت کیوان منزلت
سکندر شوکت دارا حشمت نوشیروان معدلت حضرت مظفر الممالک فتح جنگ
ہز ہائنس نواب (میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ
ومابوحت صولتہ)
اور آپ کے صاحبزادگان بلند اقبال (دام ظلہم اللہ
فی ظلہ وظل ابیہم) کی عمر و دولت مین بے حد ترقی دے اور آپ کی اور
آپ کے صاحبزادگان بلند اقبال کی تمنائے دلی اور مقاصد قلبی بر لائے
جنکے زیر سایۂ عاطفت اہل اسلام کو علوم و فنون اسلامیہ اور اسلام کی ہر قسم کی
ترقی دیکہنا نصیب ہوتا ہے۔
آخر مین ہم ان خیر خواہان دین و اسلام کو بھی دعا سے یاد کئے بغیر نہین رہ سکتے
جنکے دامے۔ درمے۔ قدمے۔ قلمے تائیدات سے اس مدرسہ کو روزافزون
ترقیان دیکہنا میسر ہوتا ہے۔ کیونکہ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ
یعنے جو لوگ انسانون کا شکریہ نہین کرتے گویا وہ خدا کا شکریہ نہین ادا کرتے
اے مجیب الدعوات تو ان حامیان دین کے دنیوی واخروی تمام مقاصد
مین انکو کامیاب فرما۔
خصوصًا ہمارے سرپرست حقائق آگاہ فقاہت دستگاہ حضرت مولانا عارف باللہ
مولوی محمد انوار اللہ صاحب قبلہ کو جنکے زیر سایۂ عاطفت و مرحمت ہمکو علم جیسی
بے زوال دولت اور بے بہا نعمت تیری فیاض درگاہ سے عنایت ہوئی
اے خدائے ذوالجلال اے مالک متعال تو ہمارے سرپرست کی عمر و اقبال
مین ترقی دے۔ آپکو آپکے دینی و دنیاوی مقاصد مین فائز المرام رکہہ اور آپکے

فیوض سے ہمیشہ تمام عالم کو مستفیض کرینگے فیوضات سے اب سارا عالم معمور ہے اور دین کی غیر متوقعہ ترقی ہو رہی ہے۔

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد فقط

تقریر ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ ہجری روز جمعہ در جلسہ دستاربندی این عاصی پر معاصی

از بندۂ دعاگو

ابوتراب سید محمود یاقع اظلہ اللہ یوم لاظل الا ظلہ تحت ظل نبیہ الشافع
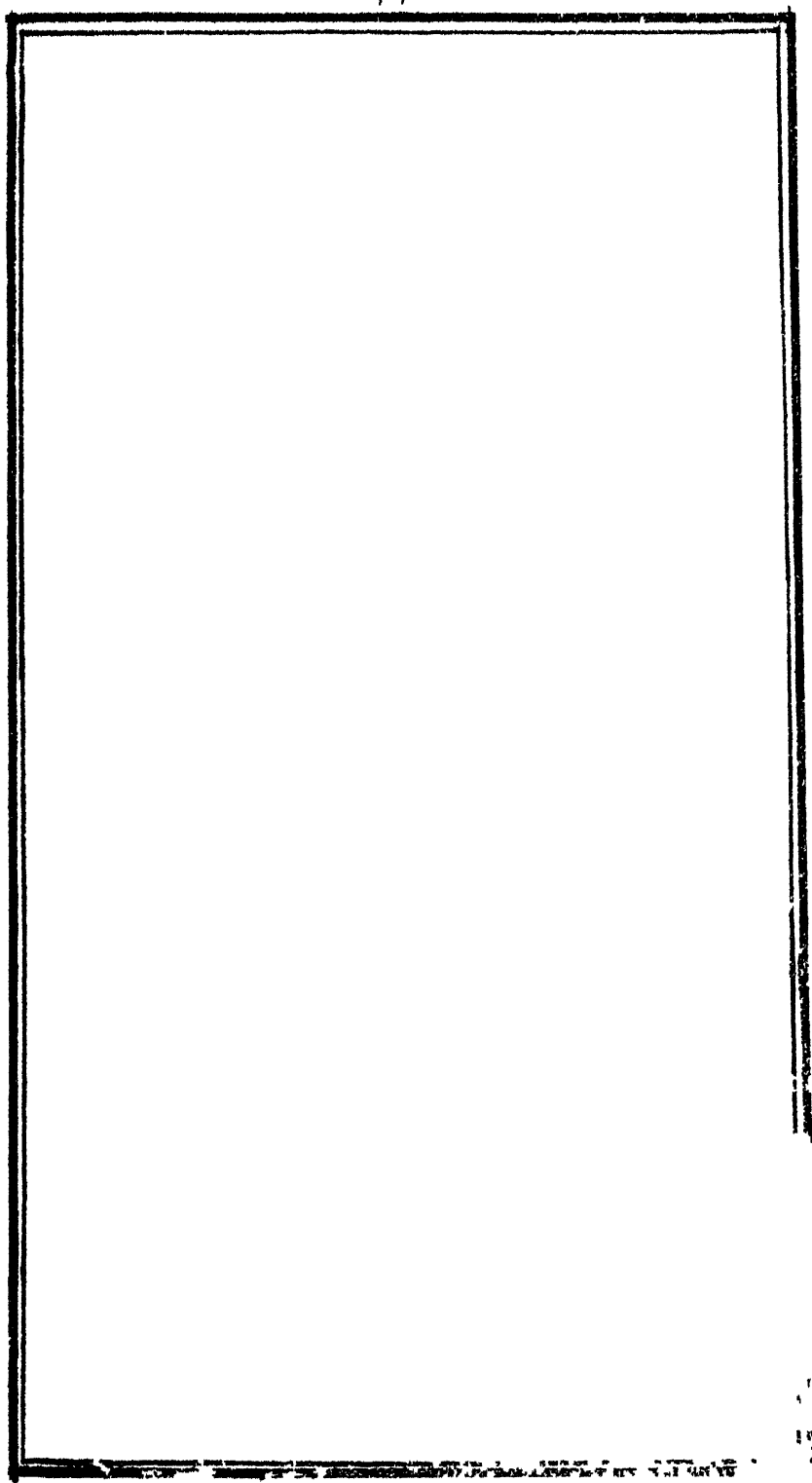
اعلان

اہل اسلام کو بشارت دیجاتی ہے کہ حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی محمد انوار اللہ صاحب قبلہ مدظلہم کی تصانیف جن کی بسبب مقتضائے زمانہ نہایت سخت ضرورت ہے ہمارے یہاں موجود ہیں۔ شایقین کی طلب پر دستیاب ہو سکتے ہیں ۶

انوار احمدی۔ اسمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور درود شریف کے فوائد اور صحابۂ کرام وغیرہم کے آداب اور چند ضروری مسائل کی تحقیقات ہیں جنکی عموماً اہل اسلام کو ضرورت ہے جو اپنی خوبی اور پسندیدگی کے باعث ہاتھوں ہاتھ تقسیم ہو چکی تھی اب پھر شایقین کے تقاضے پر مکرر طبع ہوئی ہے۔ قیمت (۱۲؍)

کتاب العقل۔ اسمیں عقل کی حقیقت کھول دیگئی ہے کہ دینی ابواب میں کہانتک چل سکتی ہے اور حکمت قدیمہ و فلسفۂ جدیدہ کا اثر جن مسائل پر پڑھتا تھا ان کے جوابات عقل سے دئے گئے ہیں قیمت چکنا کاغذ ۱۲؍ کھر کا غذ ۸؍

افادۃ الافہام۔ ہر دو حصہ یہ کتاب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ازالۃ الاوہام کا جواب ہے نہایت ہی محققانہ اور مہذبانہ جواب دیا گیا ہے جسکے ضمن میں بہت سی ضروری دینی مسائل کی تحقیقات اور بہت سے تاریخی حالات مندرج ہیں اس کتاب کے دیکھنے سے مذہب قادیانی کے مفاسد سے بخوبی آگاہی ہو جاتی ہے قیمت ہر دو حصہ چکنا کاغذ ؏ کھرہ کاغذ ؏

مقاصد الاسلام ہر سہ حصہ جسمیں مباحث اخلاق تمدن فقہ کلام اور تصوف وغیرہ ہیں۔ قیمت ۱۵؍

حقیقۃ الفقہ ہر دو حصہ جسمیں محدثین اور فقہا کے فرائض منصبی اون کے کارنامے اور درایت فقہ اور اجتہاد کی ضرورت نہایت مدلل طور پر ثابت کیگئی ہے خصوصاً امام صاحب کی جانفشانیاں اور فضائل جو اکابر محدثین کے اقوال سے ثابت ہیں نہایت شرح و بسط سے لکھے گئے ہیں۔ قیمت ؏

المعلن

مہتمم مقاصد الاسلام